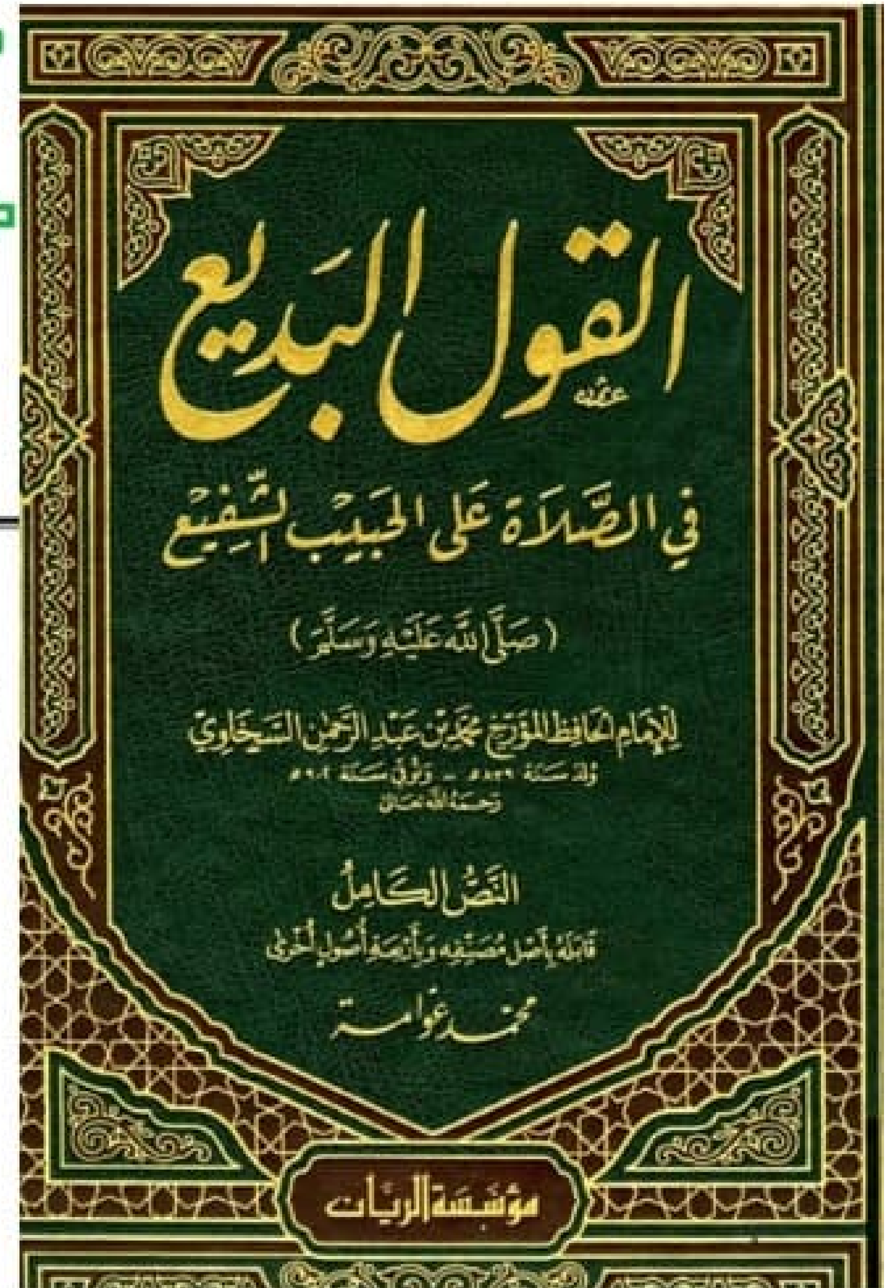
ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں، اور اس پر اجماع ہے

السادسة: يؤخذ من هذه الأحاديث أنه ﷺ حيٌّ على الدوام، وذلك أنه محالٌ عادةً أن يخلوَ الوجود كلُّه من واحد يسلِّم عليه في ليلٍ أو نهارٍ، ونحن نؤمن ونصدِّق بأنه ﷺ حيٌّ يرزقُ في قبره، وأن جسدَه الشريف لا تأكله الأرض، والإجماع على هذا، وزاد بعض العلماء: الشهداءَ والمؤذنين، وقد صح أنه كُشِف عن غير واحد من العلماء والشهداء فوُجدوا لم تتغيَّر أجسامهم، حتى الحِنَّاء وجدتْ في بعضهم لم تتغير عن حالها، والأنبياء أفضل من الشهداء جزماً.

قلت: وقد جمع البيهقي جزءاً في «حياة الأنبياء في قبورهم» واستدل بغالب ما تقدَّم، وبحديث أنس: «الأنبياء أحياءٌ في قبورهم يصلون» أخرجه[١] من طريق يحيى بن أبي بكير - وهو من رجال الصحيح - عن المُستلِم بن سعيد - وقد وثقه أحمد وابن حبان - عن الحجاج بن الأسود - وهو ابن أبي زياد البصري، وقد وثقه أحمد وابن معين - عن ثابت البُناني، عنه. وأخرجه أيضاً أبو يعلى في «مسنده» من هذا الوجه، وكذا البزار، لكنْ وقع عنده: عن حجَّاج الصواف، وهو وهَم، والصواب حجَّاج بن الأسود، كما صرَّح به البيهقي في روايته وصححه البيهقي.



ابن الأثير: إنه أوجه، وسبقه ابن قُرْقُول فقال في «المطالع»: إنه أولى، لقوله في الحديث الآخر «اجعلوا من صلاتكم في بيوتكم ولا تتخذوها قبوراً».

وقد قال ابن التين: تأوّله البخاري على كراهة الصلاة في المقابر، وتأوله جماعة على أنه إنما فيه الندب إلى الصلاة في البيوت، إذِ الموتى لا يصلُّون، كأنه قال: لا تكونوا كالموتى الذين لا يصلُّون في بيوتهم، وهي القبور، إلى آخر كلامه.

ويَحتمِل أيضاً: أن المراد النهي عن دفن الموتى في البيوت، وقوّاه شيخنا، وقال: إنه ظاهر لفظ الحديث، لكنْ قد قال الخطابي: إنه ليس بشيء، فقد دُفِن رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته الذي كان يسكنه أيام حياته. وتعقَّبه الكِرماني بأن ذلك من خصائصه، وأشار إلى ما ورد: «ما قُبِض نبيّ إلا دُفن حيث يقبض».

وقال الخطابي أيضاً: يَحتمِل أن المراد لا تجعلوا بيوتكم وطناً للنوم فقط، لا تصلُّون فيها، فإن النوم أخو الموت، والميت لا يصلّي.

وقال التُّورِبِشْتي ـ مع ذكر الاحتمالات الثلاثة السابقة ـ: يَحتمِل أيضاً أن يكون المراد أن من لم يصلِّ في بيته جعل نفسَه كالميت، وبيته كالقبر. انتهى.

وقد ورد ما يؤيد هذا، ففي «صحيح» مسلم: «مَثَل البيتِ الذي يُذكر الله فيه والبيتِ الذي لا يذكر الله فيه، كمثل الحيّ والميت». والله أعلم.

السادسة: يؤخذ من هذه الأحاديث أنه صلى الله عليه وسلم حيٌّ على الدوام، وذلك أنه محالٌ عادةً أن يخلوَ الوجود كلُّه من واحد يسلِّم عليه في ليل أو نهار، ونحن نؤمن ونصدِّق بأنه صلى الله عليه وسلم حيٌّ يرزَقُ في قبره، وأن جسدَه الشريف لا تأكله الأرض، والإجماع على هذا، وزاد بعض العلماء: الشهداءَ والمؤذنين، وقد صح أنه كُشِف عن غير واحد من العلماء الشهداء فوُجدوا لم تتغيَّر أجسامهم، حتى الحِنّاء وجدتْ في بعضهم لم يتغير عن حالها، والأنبياء أفضل من الشهداء جزماً.

بسم الله الرحمن الرحيم

القول البديع

في الصلاة على الحبيب الشفيع

(صلى الله عليه وسلم)

للإمام الحافظ المؤرخ محمد بن عبد الرحمن السخاوي
ولد سنة ٨٣١هـ - وتوفي سنة ٩٠٢هـ
رحمه الله تعالى

النص الكامل

قابله بأصل مصنفه وبأربعة أصول أخرى

محمد عوامة


المكتبة الغزنوية
كوئٹہ پاکستان

ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے اور جس کو قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استعانت ہے حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہو رہا ہے اور سماع موتی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے معہذا اسلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہرحال یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں کو پختہ بنوانا

(سوال) قبروں کو پختہ کرانا اور عمارات بنانا اور روشنی وغیرہ کرنا کہ ان کے معنی میں حدیثیں صحیح وارد ہیں اور لعنت فرمائی ہے حضرت ﷺ نے تو پھر کیا باعث ہے جو خود حضرت ہی کا مزار پختہ رفیع الشان بنا ہوا ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان اور صحابہ اور اماموں کی بھی پختہ بنی ہیں کیا کچھ خصوصیت ہے یا مصلحت ہے دین و دنیا کی اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور غلط بتاتے ہیں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جواب ایسے طور پر دیجئے جو ان پر حجت ہو کیونکہ حدیثوں کا صاف انکار لازم آتا ہے اگر ان سے کہیں کہ حجت تو قرآن و حدیث سے ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

(جواب) یہ سب امور ناجائز ہیں اور جہاں کہیں لوگوں نے کیا ہے وہ علمائے مقبولین نے نہیں کیا بلکہ امراء و سلاطین نے کیا ہے اور خلاف قرآن شریف [illegible] رسول جو کوئی کرے وہ ناجائز ہے قابل حجت نہیں۔ فقط

قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا

(سوال) قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات و قبہ و روشنی و فرش فروش وغیرہ جو کچھ کہ لوگ کرتے ہیں قابل بیان نہیں حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور فاعلین پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے مگر پھر لوگ تکذیب احادیث کر کے اپنے فعل کی حجت پر

فتاویٰ رشیدیہ

مبوّب بطرز جدید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ اسلام

کراچی پاکستان

کہ یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالمِ غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہٖ تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آسکتے ہیں۔ اور صلوٰۃ و سلام ملائکہ پہونچاتے ہیں اور اعمالِ امت آپؐ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہے دنیا کے احوال کشف[1] ہوجاتے ہیں اس میں کوئی مخالف نہیں۔ مگر یہ کہ ہر جگہ محفلِ مولود میں اور دیگر مجالس ذکر میں ہر روز آتے ہوں یا ہر صورت و نداء اور عرض وحالات دنیا کے ہر روز معلوم ہوتے ہوں بدون اعلام[2] حق تعالیٰ کے اس کو تسلیم نہیں اور یہ کہ سب اشیاء کا علم حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اس کو بھی قبول نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر علم دیا جاتا ہے اس قدر کو جانتے ہیں اور بس۔ علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ثم اعلم ان الانبیاء علیہ السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب۔ انتہی۔ پس معترض کی تیسری قباحت یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ روح آپؐ کی یہاں آیا کرتی ہے اور یہاں حاضر ہے، تو معترض دوام تشریف آوری کہتا ہے یعنی فعلیت کا دوام نہ کہ امکان ووقوع احیاناً[3] پس مؤلف اگر اس امر کو ثابت کردیوے کہ آیا کرتے ہیں دائماً تو اس کا جواب ہوویگا ورنہ امکانِ حضور سے کچھ فائدہ مؤلف کو نہ ہوویگا، اور سب نقول اس کی فضول ہوویں گی۔

ارواح انبیاءؑ کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث سے ثابت ہے۔ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تئیں انبیاءؑ کی جماعت میں دیکھا، یہ موسیٰؑ نماز پڑھتے ہیں، یہ عیسیٰؑ پڑھتے ہیں یہ ابراہیمؑ پڑھتے ہیں فحانت الصلوٰۃ فاممتہم۔ یعنی اتنے میں نماز کا وقت آگیا میں ان کا امام ہوا، روایت کیا اس کو مسلم نے، اور قرطبی نے ابن عباسؓ سے یہ روایت کی ہے کہ بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے لیکر کل انبیاءؑ کو جمع کردیا۔ سات جماعتیں حضرتؐ کے پیچھے تھیں۔ اور فتاویٰ سراجیہ کے باب مسائل متفرقہ میں ہے امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح انبیاء علیہم السلام کانت فی النافلۃ۔ ان روایات فقہ وحدیث سے ثابت ہوا کہ سب پیغمبروں کی روحیں اپنے اپنے مقامات سے

[1] ظاہر [2] خبردار کرنا [3] کبھی کبھی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اے لوگو! بتحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کیطرف سے

الحمد للہ العلی الاعلیٰ کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم و بدعات
دافع اوہام و ظلمات محلی بحجج لامعہ موشی بدلائل نافعہ یعنی

البَرَاهِينُ القَاطِعَة

علی ظلام

انوارِ السَّاطِعَة

الملقَّبُ بالدَّلائِلِ الواضِحَة

علیٰ

كَرَاهةِ المروّج مِنَ المولودِ والفاتحة

بامر حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رأس الفقہاء والمحدثین تاج العلماء الکاملین

جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

ناشر

دارُ الکتاب دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

میں تکلف اور ظاہری وجہ میں کوئی شان وشوکت نہ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے باوجود یکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے قادر اور انتہاء درجہ کے متین تھے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت بے تکلف تھے۔ (اصلاح الیتامیٰ صفحہ:۱۲)

پچھترواں اعتراض...... حضرات انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کی

حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث میں بھی نص ہے: ''ان نبی اللّٰہ حی فی قبرہ یرزق '' (اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق پہنچتا ہے، مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ ہے کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے، پھر اس میں نبی کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں، ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے جس کے ذریعے سے تعلیم قبر کی ہر مسلمان کو حس ہوگی، دوسری حیات شہداء کی ہوگی، تمام مومنین کی حیات برزخیہ سے اقویٰ ہوگی، عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے، اگرچہ اس حیات ناسوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو، پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات دنیویہ سے کمزور ہوگی اور حیات شہید کے اقویٰ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھا سکتی ہے اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جامع اور
دلچسپ جوابات علماء و عوام کے لیے یکساں مفید

اشرف الجواب

از افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ



مکتبہ عمر فاروق
شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی

برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں، آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صلوٰۃ وسلام کے ساتھ "یارسول" و "یا حبیب" ندا کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہماری ندا اور خطاب پہنچ جاتا ہے، جائز اور درست ہے، کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ وتقدس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ وسلام سن کر حضرت نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔

"قال النواب صديق حسن خان البوفالي القنوجي في نزل الأبرار في بيان فوائد الصلاة عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ومنها: قيام ملك على قبره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أعطاه إسماع الخلائق يبلغه إياها كما في حديث وائق ابن حبان رواته ووردت أحاديث بمعناه ثابتة ولله الحمد...... ومنها: أنها سبب لرد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على المصلي والمسلم عليه، كما ورد بسند حسن، بل صححه النووي في الأذكار وغيره. انتهى ملتقطاً(۱).

ہاں! اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے، اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے(۲)۔ تو

---

(۱) (نزل الأبرار بالعلم المأثور من الأدعية والأذكار، باب في الفوائد والثمرات الحاصلة بالصلاة عليه السلام، ص: ۱۸۵ – ۱۸۸، دار المعرفة بيروت)

(۲) "إن حياته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في القبر لايعقبها موت بل يستمر حياً، والأنبياء أحياء في قبورهم". (فتح الباري، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، باب قول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لو كنت متخذا خليلاً": ۳۶/۷، قديمي)

"فمن المعتقد المعتمد أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حيّ في قبره كسائر الأنبياء في قبورهم، وهم أحياء عند ربهم". (شرح الشفاء لملا علي القاري، القسم الثاني، الباب الرابع: ۱۴۳/۲، دار الكتب العلمية)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کفایت المفتی

مع اضافات جدیدہ

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

زیر نگرانی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

ادارۃ الفاروق کراچی

يُصَلُّوْنَ ...... انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز پڑھتے ہیں یا فرمایا گیا: وَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ...... اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ ...... اب ظاہر ہے کہ اس حیات سے مراد اگر وہ عمومی حیات ہے جو برزخ میں عام طور پر ہوتی ہے تو پھر اتخصیص کری کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی پھر یہ کہنا کہ نَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یا اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ ...... الخ اس کی ضرورت نہیں۔ یوں کہا جا سکتا تھا ...... اَلْمُسْلِمُوْنَ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یا اَلنَّاسُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ اس لئے کہ حیات برزخی میں سب کے سب شریک ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کا ذکر کی تخصیص کیا جانا اور اس پر حیات کا لفظ بولا جانا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصی حیات ہے جو عوام کو حاصل نہیں۔

حیات مطلق

پھر یہ کہ اس حیات کے لفظ کو مقید کر کے نہیں لایا گیا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ انبیاء علیہم السلام بحیثیت اس کے حیات ہیں۔ یا فلاں جہت سے حیات ہیں بلکہ مطلقاً حی کہا گیا۔ تو جب بھی کوئی چیز مطلق بولی جائے گی، اس کا فرد کامل مراد لیا جائیگا پھر فرد کامل کی صورت سمجھنے کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم جسے دنیا میں زندگی کہتے ہیں وہی وہاں سمجھیں کہ وہ حی اور زندہ ہیں اور وہ اسی انداز کی زندگی ہے جیسے دنیا میں زندہ ہوتے ہیں ...... ورنہ پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کی تخصیص اور حیات کے لفظ کا اطلاق ...... تو ایک تخصیص اور ایک اطلاق، تخصیص ذکر کی اور خصوصیت بیانی اور لفظ حیات کا اطلاق، یہ دونوں مل کر یہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں کہ کوئی خاص اور اعلیٰ قسم کی حیات ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ...... اب یہ کہ اس کی کیفیت کیا ہے۔

انبیاء کرام کی حیات وممات کی امتیازی خصوصیات

تو ہم کیفیت سے واقف نہیں نہ ہم اس کا پتہ دے سکتے ہیں۔ نہ ہمارے بس کی بات ہے۔ اتنا ہم ضرور جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی ممات بھی ہماری جیسی نہیں، ان کی حیات بھی ہماری جیسی نہیں ان کی ممات میں تو یہ بھی ہے کہ ملک الموت آ کر ان سے اجازت لیتے ہیں اور جب تک کہ وہ اجازت نہ دیں اور ان کے علم میں نہ لایا جائے کہ وقت آ رہا ہے اور ہم قبض روح کے لئے آ رہے ہیں۔ اس وقت تک ممات کا آغاز نہیں کیا جاتا۔ عامۃ المومنین سے اس قسم کی کوئی اجازت یا استیذان نہیں کیا جاتا۔ پھر یہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں جو حیات ہے تو وہ اور لوگوں کو جو دنیوی حیات ہے۔ اس کے مشابہ نہیں۔ تو جب حیات مشابہ نہیں تو ممات بھی مشابہ نہیں ہو سکتی۔

دست پیغمبر کا اعجاز

یوں تو فرمایا گیا: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں تم جیسا ایک بشر ہوں ...... لیکن اس مماثلت کے باوجود آپ کی بشریت اور ہماری بشریت میں کتنا فرق ہے۔ یہ سیرت کے احوال دیکھنے سے واضح ہوگا۔ ہم بھی کہیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بھی ہاتھ ہوتے ہیں اور جسمانی ہوتے ہیں کوئی معنوی اور روحانی نہیں ...... لیکن ہاتھوں کے اندر خصوصیت سے امتیازی شان موجود ہے جو عام ہاتھوں کو حاصل نہیں۔ ہم اگر کسی کے چپت ماردیں تو

منصب تدریس و تبلیغ اور افتاء

اس سے زیادہ آسان درس دینا ہے۔ درس میں کتاب سامنے ہوتی ہے کتاب کے مطابق مضمون بیان کر دیا، کوئی زیادہ دشواری نہیں ہوتی۔ اس سے زیادہ آسان تقریر کرنا ہے۔ اس لئے کہ ایک موضوع پر جو یاد تھا علمی طور پر کہہ دیا۔ اور اس سے بھی زیادہ آسان ہے وہ تقریر جو علمی نہ ہو۔ محض دنیاداری کی باتیں۔ ادھر ادھر کے واقعات لیکچر میں کہہ دیئے۔ یہ سب سے زیادہ آسان ہے۔ گذرے ہوئے واقعات یوں ہوا تھا، یوں ہوا تھا۔ بیان کر دیا۔ اور اس سے بھی زیادہ آسان اعتراض کر دینا ہے۔ اس کیلئے کسی تکلیف کی ضرورت نہیں جس پہ چاہا اعتراض کر دیا، جس پہ چاہا شبہ وارد کر دیا۔ جاہل سے جاہل اعتراض کر سکتا ہے۔ اس میں کسی علمیت کی ضرورت نہیں۔ یہ میں نے اس لئے عرض کیا کہ بعض حضرات مسائل پوچھتے ہیں۔ میں عرض کر دیتا ہوں کہ بھئی مفتی صاحب سے پوچھو۔ میں نہیں بتلا سکتا۔ مسئلہ کا علم بھی ہو تب بھی جرات نہیں ہوتی کہ مسئلہ بیان کر دوں۔ مفتی کے سامنے سب چیزیں مستحضر ہوتی ہیں۔ بعض لوگ برا مانتے ہیں کہ مسئلہ نہیں بتلایا۔ اگر چہ مسئلہ نہیں بتلایا مگر حوالہ تو دیدیا کہ مفتی سے پوچھو۔ کیا ضروری ہے کہ ہر ایک مسئلہ بتلائے ہی۔ جو بتانے والے ہیں وہ بتلائیں گے جن کو اس کا فن اور سلیقہ ہے۔ برا ماننے کی بات نہیں ہے۔ میں ہمیشہ اس سے بچتا ہوں کہ فتویٰ دوں۔ یہ کام میرا نہیں ہے۔

مسائل کا علمی اور عملی پہلو

ایک ہے کسی مسئلہ کی علمی تحقیق کر دینا، وہ الگ چیز ہے اس سے انکار نہیں ہوتا جو اپنے ذہن میں ہو وہ تحقیق کر دی۔ لیکن یہ کہ عمل کیا کرو؟ یہ کام مفتی کا ہے وہ فتویٰ دے گا کہ فلاں پہلو پر یوں عمل کرو، فلاں پہلو پر یوں عمل کرو...... اس لئے اگر بعض حضرات سوال کریں اور میں مسئلہ نہ بتلاؤں وہ برا نہ مانیں۔ ضروری نہیں کہ مجھے مسئلہ کا علم بھی ہو۔ اور اگر علم بھی ہو تو میں احتیاط کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ فقہی جزئیات پر میری زیادہ نظر نہیں ہے۔ یہ اس کی ہو سکتی ہے جو رات دن اسی میں پڑا ہوا ہو...... یہ میں نے بطور تنبیہ اور اصول کے عرض کر دیا، اس میں برا ماننے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص کا ایک مقام ہوتا ہے۔ میں نہیں ہوں اس قابل کہ مسئلہ بتلاؤں۔ کیا ضروری ہے کہ زبردستی پوچھا ہی جائے۔ کسی اہل سے پوچھا جائے۔

حیات النبی ﷺ پر امت کا اجماع ہے

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ''حیات النبی'' کا لوگ انکار کیوں کرتے ہیں، میرے خیال میں اجمالاً اتنی بات ہے کہ ''حیات النبی ﷺ'' کا مسئلہ تو مجمع علیہ ہے۔ یعنی امت کے اندر کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے۔ اس کی کیفیت میں گفتگو ہے کہ حیات ہے تو کس کیفیت اور کس نوعیت کی ہے۔ تو کیفیات میں اگر کوئی اختلاف کرے تو اسے اصل مسئلہ میں اختلاف کنندہ نہیں کہا جا سکتا۔

جہاں تک انبیاء علیہم السلام کی حیات کا تعلق ہے تو صحیح حدیث موجود ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ

خُطباتِ حکیمُ الاسلام

جلد نمبر ۷

قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند (انڈیا)

ناشر
مکتبۃ العلم
۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان
Ph: 37231788-37211788

حیات نبوی ﷺ

تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔

احادیث صحیحہ اور صریحہ سے ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔ مقتولین بدر سے آپ کا خطاب فرمانا صحیحین اور تمام کتب حدیث میں مذکور اور مشہور ہے نیز حدیث میں ہے۔

ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام رواہ ابن عبد البر صححہ ابو محمد عبد الحق	جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر پر گزرے جس کو مرنے سے پہلے وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ بھی اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اس حدیث کو حافظ ابن عبد البر نے روایت کیا اور شیخ عبد الحق نے اس کو صحیح بتایا
وقال ﷺ ان المیت یعرف من یغسلہ و یحملہ و یدلیہ فی قبرہ رواہ احمد وغیرہ۔[1]	نیز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ تحقیق میت اس شخص کو پہچانتا ہے جو اس کو غسل دے اور اس کو اٹھائے اور اس کو قبر میں اتارے اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا۔

مسند ابی یعلیٰ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔	انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و نیاز میں مشغول ہیں۔[2]

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو حسن فرمایا اور علامہ مناوی فیض القدیر شرح

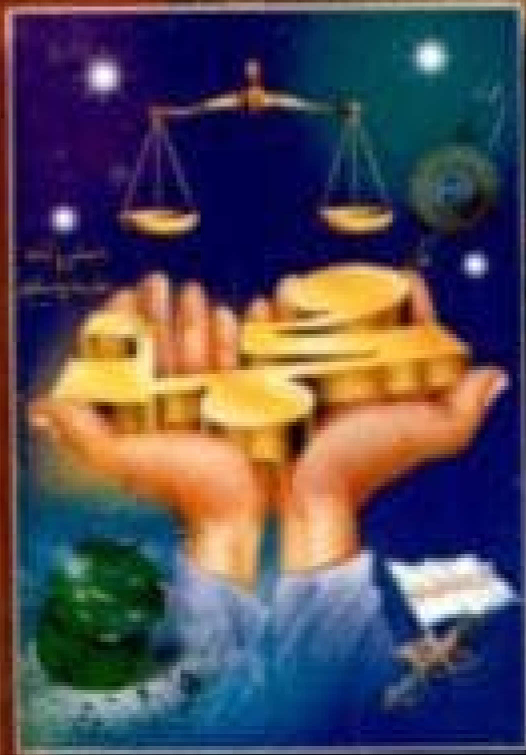
---

[1] زرقانی شرح مواہب ج ۵ ص ۳۳۲

[2] شیخ الاسلام ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جدید ایڈیشن

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ



حضرت علامہ
مولانا محمد ادریس صاحب
کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ مظہری

حاصل یہ ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی حیات اجماع سے ثابت ہے۔

المِنْحَةُ الوَهْبِيَّةُ فِي رَدِّ الوَهَّابِيَّةِ

جمع الفقير إلى ربّه العليّ القدير داود بن السّيد سليمان
البغدادي النقشبندي الخالدي عفا الله عنه وعن اسلافه آمين

ويليه

كِتَابُ أَشَدِّ الْجِهَادْ فِي إِبْطَالِ دَعْوَى الْإِجْتِهَادْ

أيضا للعلامة المتقدم اعني شيخ الإسلام الشيخ داود عليه رحمة الودود
توفي سنة ١٢٩٩ هـ. [١٨٨١ م.] في بغداد

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

مكتبة الحقيقة



يطلب من مكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥٧ استانبول-تركيا

هجري قمري	هجري شمسي	ميلادي
١٤٣٥	١٣٩٢	٢٠١٤

الحاج في المدخل والشيخ ابراهيم اللقاني[١] في شرح جوهرة التوحيد وغيرهم وقد صح عن سعيد بن المسيب أنّه في وقعة الحرة لما خلى المسجد النبوي وتعطل عن الاذان والامامة صار يسمع الاذان والاقامة من الحجرة الشريفة النبوية وذكره ابن تيميّة في كتابه اقتضاء الصراط المستقيم وان كثيرا منهم سمع ردّ السّلام من قبره صلّى الله عليه وسلّم على المسلمين في كثير من الاوقات بل ثبت هذا من سائر الموتى كما سيأتي والحاصل ان حياة الانبياء ثابتة بالاجماع ولا يرد على هذا ما ورد في الحديث الصّحيح **(ما من احد يسلم عليّ الاّ ردّ الله عليّ روحي حتّى ارد عليه السّلام)** فإنّه بظاهره يقتضي ان روحه الشريفة تفارق جسده الشّريف والها بالسّلام ترد واجاب عنه العلماء باجوبة اوصلها السّيوطي[٢] الى سبعة عشر وجها احسنها أنّه صلّى الله عليه وسلّم يكون مستغرقا بمشاهدة حضرة القدس فيغنى عن احساسه الشّريف فإذا سلم المسلم عليه ترد روحه من ذلك الاستغراق الى الاحساس لاجل المرة المذكور ونحن نرى في الدّنيا بعض من هو مشغول البال بأمر من الامور الدّنيويّة أو الاخروية ربما يتكلم احد معه وهو لا يشعر بكلامه لاشتغال باله واستغراقه فكيف من هو مشغول بمشاهدة جمال ذى الجلال وقد اختلف العلماء في رؤيته صلّى الله عليه وسلّم في المنام واليقظة هل هو لذاته او لمثاله بعد اتفاقهم على حياته في قبره فرجح الاكثر الاول للأحاديث الواردة الصّحيحة كما في البخاري **(من رآني في المنام فسيراني في اليقظة)** حتّى قال النووي ان رؤياه في المنام رؤية لحقيقة ذاته لقوله صلّى الله عليه وسلّم **(من رآني في المنام فقد رآني حقاً فإن الشيطان لا يتمثل بي)** ولو كانت الرؤية لمثاله لم يكن رآه حقاً قال اللقاني في شرح جوهرة التوحيد اتفق الحفاظ على رؤيته صلّى الله عليه وسلّم يقظة ومناما واختلفوا هل المرئي ذاته او مثال يحكيها ذهب الى الاول جماعات والى الثاني الغزالي والقرافي وجماعة ثم رجح الاول وممن قال بالاول

---

(١) ابراهيم اللقاني المصري المالكي توفي سنة ١٠٤١ هـ. [١٦٣١ م.]

(٢) عبد الرّحمن جلال الدّين السّيوطي الشافعي توفي سنة ٩١١ هـ. [١٥٠٥ م.] في مصر

وصلوا عليّ فأنّ صلاتكم تبلغني حيثُ كنتمْ . رواهُ أبو داود باسنادٍ صحيح ‌ه وعنهُ أنّ رسول الله صلى اللهُ عليهِ وسلم قالَ «مامن أحدٍ يسلم عليّ الا رد اللهُ عليّ روحي حتى أرُد عليهِ السلام»

بقوله (وصلوا علي فان صلاتكم تبلغني حيث كنتم) اى لاتتكلفوا المعاودة اليه فقد استغنيتم عنها بالصلاة علي اه ملخصا وحاصله ان المنهى عنه على الاول الاجتماع عند قبره للزينة والرقص واللهو والطرب وغيرها من المحرمات التى تعمل فى الاعياد وعلى الثانى المنهى عنه معاودة تؤدى الى الاخلال لعظيم الحرمة او الملل اوسوء الادب او نحو ذلك وذكر بعض العلماء للحديث معنى آخر فقال اى لا تتخذوه كالعيد الذى لايؤتى اليه الا مرتين فى العام فيكون فيه حث على اكثار زيارته والتملى بمحادثته ومخاطبته اى على وجه لايؤدى لما ذكر فيما قبله (رواه ابو داود باسناد صحيح) ورواه احمد والنسائى وصححه المصنف فى الاذكار وأشار اليه هنا (وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مامن احد) اى من مكلفى الانس والجن ويحتمل قصره على الاول (يسلم علي إلا رد الله على روحى) اى نطقى للنصوص والاجماع على انه صلى الله عليه وسلم حى فى قبره على الدوام (حتى ارد عليه السلام) وعلاقة التجوز بالروح عن النطق ما بينهما من التلازم اذ يلزم من وجوده وجودها دائما أو بالعكس بالقوة دائما وبالفعل غالباً وفى الحديث اقوال كثيرة منها قول السبكى يحتمل انه رد معنوى لاشتغال روحه الشريفة بشهود الحضرة الالهية والملأ الاعلى عن هذا العالم فاذا سلم عليه اقبلت روحه الشريفة الى هذا العالم ليدرك سلام من يسلم عليه وليرد عليه «واعترض» بانه يلزم استغراق روحه فى الرد لعدم خلو الزمن عن مسلم عليه فاى وقت للاشتغال بالحضرة وللعود الى هذا العالم ه واجيب بان امور الآخرة

كتاب

دليل الفالحين

لطرق رياض الصالحين

«تأليف»

العالم العلامة مفسر كلام الله تعالى وخادم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم محمد بن علان الصديقي الشافعي الأشعري المكي المتوفى سنة ١٠٥٧ هـ رحمه الله تعالى

«قد وضع»

بأعلى كل صفحة ما يخصها من كتاب «رياض الصالحين» للإمام الرباني العارف بالله تعالى شيخ الإسلام والمسلمين وملاذ الفقهاء والمحدثين أبي زكريا يحيى محي الدين النووي المتوفى سنة ٦٧٦ هـ تغمده الله تعالى برحمته

الجزء السابع

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

أمكن الله منكم لنقطعن أيديكم وأرجلكم، ولا نقبل منكم توبة».

وقال: وسمعته يقول: «مرقت علينا الرافضة كما مرقت الحرورية/ على (٣٩٩/ن)
علي رضي الله عنه».

قال محمد بن الحسين رحمه الله:

فمن سمع هذا من أهل البيت اتبع سلفه الصالح، وشنا مذاهب الرافضة الذين لا عقل لهم ولا دين.

قال محمد بن الحسين رحمه الله:

وقد روي عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه لما حضرته الوفاة قال لهم: إذا مت وفرغتم من جهازي فاحملوني حتى تقفوا بباب البيت الذي فيه قبر النبي ﷺ، فقفوا بالباب وقولوا: السلام عليك يا رسول الله. هذا أبو بكر يستأذن، فإن أذن لكم وفتح الباب ـ وكان الباب مغلقًا ـ فأدخلوني فادفنوني، وإن لم يؤذن لكم فأخرجوني إلى البقيع وادفنوني.. ففعلوا، فلما وقفوا بالباب وقالوا هذا سقط القفل وانفتح الباب، وسمع هاتف من داخل البيت: أدخلوا الحبيب إلى الحبيب، فإن الحبيب إلى الحبيب مشتاق(١).

(١) هذه قصة لا زمام لها ولا خطام، وقد أحسن المصنف صنعًا حينما ساقها بصيغة التمريض.

= تخريجه:
لم أقف عليه عند غير المصنف.

كتاب الشريعة

للإمام المحدث أبي بكر محمد بن الحسين الآجري

المتوفى سنة ٣٦٠هـ

دراسة وتحقيق

الدكتور عبد الله بن عمر بن سليمان الدميجي

كلية الدعوة وأصول الدين

جامعة أم القرى

الجزء الأول

دار الوطن

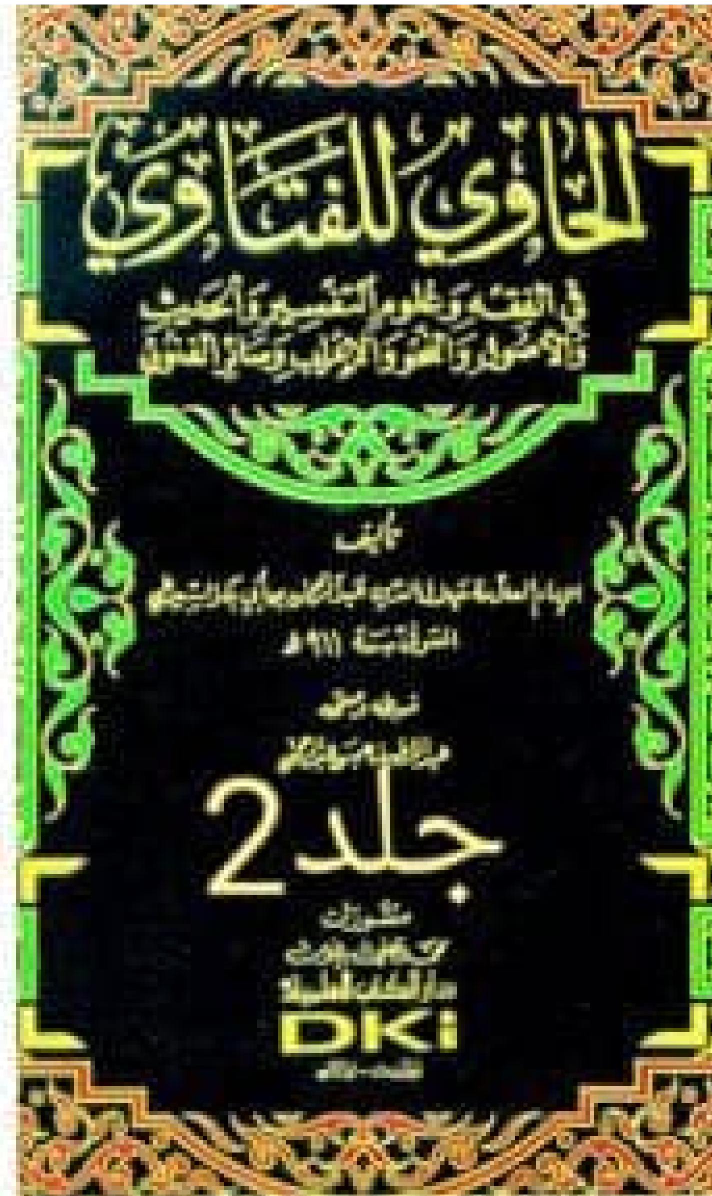
الرياض ـ شارع المعذر ـ ص . ب ٣٣١٠

☎ ٤٧٩٢٠٤٢ ـ فاكس ٤٧٦٤٦٥٩

٦١ ـ إنباه الأذكياء بحياة الأنبياء

بسم الله الرحمن الرحيم

حياة النبي ﷺ في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت به الأخبار



ترجمہ:... ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے، کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔“

حیات الانبیاء پر اجماع جسطرح اس پر متواتر احادیث آئی ہے الخ

الفتاوى الكبرى الفقهية

للعالم العلامة والبحر الفهامة

ابن حجر المكي الهيتمي

عفا الله عنه وجعل مقره الجنة آمين

الجزء الثاني

وبهامشه باقي فتاوى العلامة شمس الدين محمد بن العلامة شهاب الدين أحمد بن أحمد بن حمزة الرملي المولود سلخ جمادى الاولى سنة ٩١٩ المتوفى بمصر يوم الاحد ثالث عشر جمادى الاولى سنة ١٠٠٤ رحمه الله تعالى آمين

(ترجمة الشيخ ابن حجر)

هو الحافظ شيخ الاسلام الامام أحمد شهاب الدين بن محمد بدر الدين بن محمد شمس الدين بن علي نور الدين بن حجر الهيتمي الشافعي المكي المولود بمحلة أبي الهيتم في أواخر سنة ٩٠٩ المتوفى ضحوة يوم الاثنين ثالث عشر شهر رجب سنة ٩٧٤ ودفن بمكة المشرفة وقبره بالمعلاة رحمه الله ونفعنا به آمين

تنبيه — الهيتمي بالمثناة الفوقية نسبة إلى محلة أبي الهيتم قرية في أقاليم الغربية من أقاليم مصر خلافاً لما اشتهر من قراءته بالمثلثة كما ذكره الفاكهي في ترجمته

ملتزم الطبع والنشر
عبد الحميد احمد حنفي
بشارع المشهد الحسيني رقم ١٨
المراسلات : مصر - صندوق بوستة الغورية رقم ١٣٧

مكة الشريف بركات بن محمد رحمه الله وان علماء مكة ومصر استفتوا فيها فاختلفوا وان من جملة من أفتى بعدم لزوم الدم شيخنا شيخ الاسلام زكريا رحمه الله وآخرون فحررت لذلك ان صح والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب (وسئل) فسح الله في مدته بما لفظه ماوجه أفضلية التأخير لثالث منى مع أن الآية مخيرة بينه وبين التعجيل (فأجاب) بقوله وجه ذلك من الآية والحديث أما الآية فلأن فيها التعبير بالتعجيل المأخوذ من العجلة المذموم جنسها خلق الانسان من عجل فكان فيه نوع اشعار بتقديم الشيء على وقته الاصل أو الفاضل وكأن هذا والله أعلم هو السبب عن العدول عما يقتضيه نظم الآية من التعبير بالتقديم لان المقابل التأخير المذكور فيها فلما كان التقديم لايفيد ذلك المعنى بل ربما أفاد ضده من المبادرة للعبادة فيكون افضل لرعس الاتيان به وان اقتضته المقابلة بل بالتعجيل للاشارة الى أنه مفضول وان التأخير أفضل منه وهذا كله ظاهر لمن له أدنى تأمل وان لم أر من تعرض له وأما الحديث فلانه صح عنه صلى الله عليه وسلم انه لم ينفر النفر الاول بل مكث في منى الى أن نفر النفر الثاني ومن ثم اخذ أئمتنا انه يجب على متولي أمر الحاج ان ينفر بهم النفر الثاني الا لعذر كغلاء وخوف (وسئل) فسح الله في مدته عمن قال ان حديث الباذنجان لما أكل له أصح من حديث ماء زمزم هل هو مصيب او مخطئ (فأجاب) بقوله قال الحفاظ كالبدر الزركشي وغيره هو مخطئ أشد الخطأ وماقاله خطأ قبيح فان حديث الباذنجان كذب باطل موضوع باجماع أئمة الحديث نبه على ذلك ابن الجوزي في الموضوعات والذهبي في الميزان وغيرهما وحديث زمزم مختلف فيه قيل صحيح وقد اخرجه ابن ماجه في سننه من حديث جابر باسناد جيد ورواه الخطيب في تاريخ بغداد باسناد قال فيه الحافظ شرف الدين الدمياطي انه على رسم الصحيح وقيل حسن وقيل ضعيف فادنى درجاته الضعف ولم يقل احد انه في حد الوضع وقد اطال النفس في الكلام على حديث ماء زمزم الحافظ ابن حجر في تخريج احاديث الاذكار وذكر من جملة من صححه الحافظ المنذري والحافظ الدمياطي قال والصواب أنه حسن لشواهده ثم اورده من طرق ثم قال وله شواهد أخر مرفوعة وموقوفة تركتها خشية الاطالة ولم انظر المنذري والدمياطي الى كثرة شواهده مع جودة بعض طرقه حكما له بالصحة وورد هذا اللفظ أيضا عن معاوية موقوفا بسند حسن لاعلة فيه وهو في حكم المرفوع لانه لايقال من قبل الرأي (وسئل) نفع الله بعلومه عن خبر من طاف بالبيت سبعا وصلى خلف المقام ركعتين وشرب من ماء زمزم غفر الله له ذنوبه كلها بالغة مابلغت من رواه وماحكمه (فأجاب) بقوله هو حديث ضعيف رواه الجندي في فضائل مكة شرفها الله (وسئل) أعاد الله علينا من بركاته هل ورد أن الانبياء كلهم حجوا البيت الا هودا وصالحا لتشاغلهما بامر قومهما حتى قبضهما ومن حلق رأس آدم لما حج (فأجاب) بقوله الاول رواه عن عروة بن الزبير رضي الله عنهما موقوفا عليه ابن اسحق في المبتدأ وابن عساكر في تاريخه وروى الخطيب في تاريخه من طريق جعفر بن محمد عن آبائه رضي الله عنهم ان جبريل حلق رأس آدم عليهما الصلاة والسلام حين حج بياقوتة من الجنة (وسئل) رضي الله عنه عن حديث احمد وابي داود والبيهقي ما من احد يسلم علي الارد الله الي وفي رواية علي روحي حتى رد عليه السلام ما الجواب عنه مع الاجماع على حياة الانبياء كما تواترت به الاخبار وهل على تفسير الروح بالنطق الذي قيل فيه انه احسن الاجوبة اعتراض (فأجاب) بقوله الجواب عن ذلك مع بيان مافيه ذكرته في كتابي الجوهر المنظم في زيارة القبر المكرم وكتابي الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود وحاصل الاجوبة عن ذلك ان قوله رد الله على جملة حالية فيقدر فيها قد على القاعدة في وقوع الماضي حالا فيكون الرد سابقا على السلام الواقع من كل احد وحتى

عيب تردبه قهرا كولا الذبح المذكور فان قلتم نعم فهل الواقع من احد اتفق البيع مايعرف القديم بحوتم حتى سقط الرد قهرا وهل المسئلة مقيسة أم منقولة بينها (فأجاب) انعم تكن اللحم المذكور عيب يثبت للمشتري الرد قهرا مالم يحدث عنده عيب فان حدث عنده عيب كالذبح في مسئلتنا امتنع الرد قهرا إذ معرفة تلك البينة لايتوقف على ذبحها بل ولا على جرحها كما صرح به الاصحاب في مسئلة الجلالة (سئل) عمن اشترى جارية بشرط كونها حاملا فادعى المشتري أنها غير حامل ليردها وادعى البائع انها حامل لئلا يردها والحال انها لم تحض منذ شهر فما يفعل وبم يتيقن الحمل او عدمه (فأجاب) بأنه يعمل بالشهادة بالحمل ويكفي فيه شهادة أربع نسوة وعند انتفاء الشهادة القول قول البائع بيمينه ويتيقن الحمل حال البيع بانفصال الولد لدون ستة اشهر منه أو لدون اربع سنين منه ولم توطأ وطأ يمكن كونه منه (سئل) عن تلف المبيع في زمن الخيار المشروط هل يبطل اولا (فأجاب) بأنه ان كان الخيار للبائع وحده بطل الخيار لانفساخ عقد البيع والافلا يبطل (سئل) عمن اشترى سلعة بثمن في ذمته

بسم الله الرحمن الرحيم



ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے، کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔"

٣٢ـ وعثمان ، وقال الأبى فى شرح مسلم فى الكلام على أحاديث شق العسيب على القبر ما نصه عياض فيه عذاب القبر قلت تواتر وأجمع عليه أهل السنة اهـ .

وقال اللقانى فى شرحه لجوهرته لما تكلم على عذاب القبر ونعيمه ما نصه ودليل وقوعه قوله تعالى **النار يعرضون عليها غدواً وعشياً** وأما الأحاديث فبلغت جملتها التواتر اهـ .

وقال فى إرشاد السارى نقلا عن صاحب المصبح قال قد كثرت الأحاديث فى عذاب القبر حتى قال غير واحد أنها متواترة لايصح عليها التواطؤ وإن لم يصح مثلها لم يصح شىء من أمر الدين اهـ .

١١٤ ـ أحاديث :

الاستعاذة من عذاب القبر .

ذكر غير واحد أنها متواترة ونص الفاسى فى شرح التثبيت وقد تواترت الأخبار باستعاذة رسول الله صلى الله عليه وسلم بربه من عذاب القبر واستفاض فى الأدعية المأثورة ورواه غير واحد من الصحابة اهـ .

١١٥ ـ أحاديث :

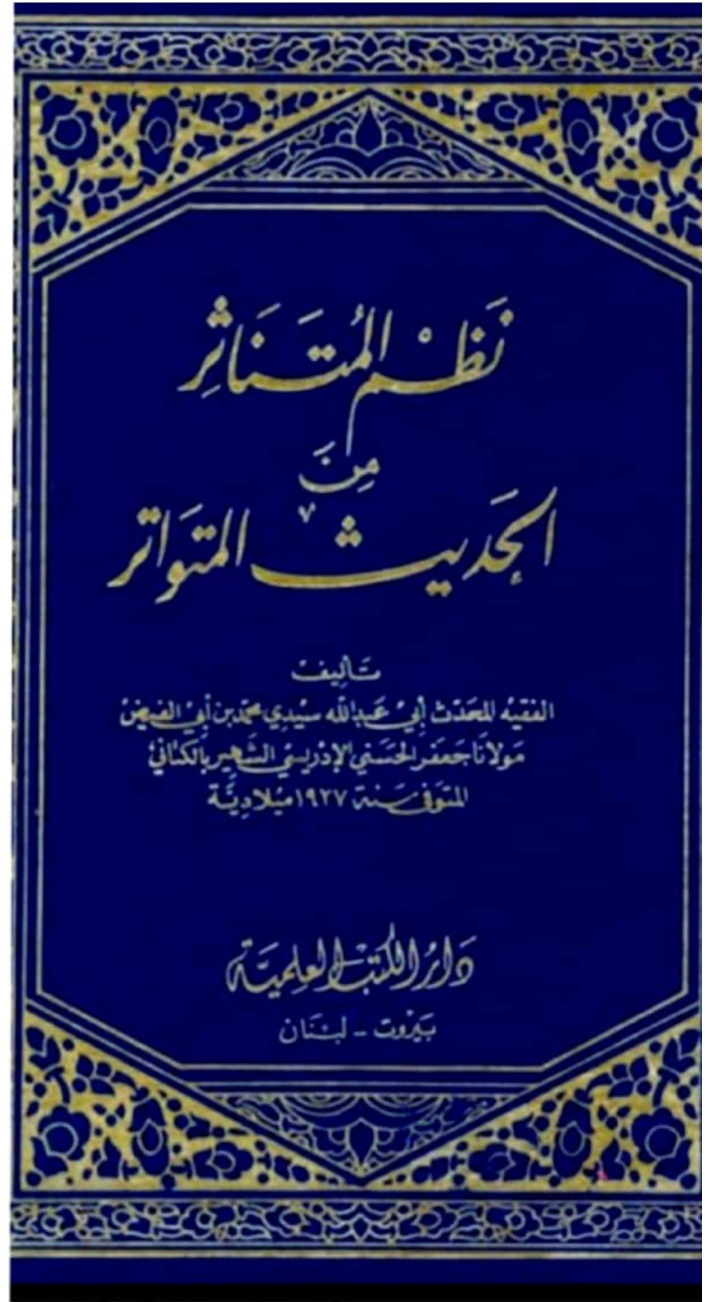
حياة الأنبياء فى قبورهم .

قال السيوطى فى مرقات الصعود تواترت بها الأخبار وقال فى أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء ما نصه حياة النبى صلى الله عليه وسلم فى قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الأدلة فى ذلك وتواترت به الأخبار الدالة على ذلك وقد ألف الإمام البيهقى رحمه الله جزءاً فى حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام فى قبورهم اهـ .

منه بلفظه وانظره(١) فقد ساق بعده شيئاً من الأخبار الدالة على ذلك وقال ابن القيم فى كتاب الروح نقلا عن أبى عبد الله القرطبى صح عن النبى صلى الله عليه وسلم أن الأرض لاتأكل أجساد الأنبياء وأنه صلى الله عليه وسلم اجتمع بالأنبياء ليلة الإسراء فى بيت المقدس وفى السماء خصوصاً

(١) وهو مطبوع .

سیوطی نے کہا



ترجمہ:... ”یعنی جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔“

مسند ابی یعلیٰ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔	انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و نیاز میں مشغول ہیں ۔

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو حسن فرمایا اور علامہ مناوی فیض القدیر شرح

[illegible] ج ۵، ص ۳۴۲

۲ شیخ الاسلام دہلوی در شرح بخاری بعد نقل احادیث حیات انبیاء می فرماید [illegible]

جامع صغیر! میں فرماتے ہیں "ہذا حدیث صحیح" اور علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں کہ حیاۃ انبیاء کے بارے میں احادیث درجۂ تواتر کو پہنچی ہیں اور انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء میں فرماتے ہیں۔

حیات النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک و تواترت بہ الاخبار الدالۃ علی ذلک۔	نبی اکرم ﷺ کی حیات اپنی قبر مطہر میں اور تمام انبیاء کرام کی حیات اپنی اپنی قبروں میں علم قطعی اور یقینی سے معلوم ہے اس لئے کہ حیات انبیاء دلائل سے ثابت ہے اور احادیث متواتر اس پر شاہد ہیں۔

سیرت مصطفیٰ

کتب خانہ مظہری

عرض یہ کہ تمام محدثین وفقہاء اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے، اس میں کسی ایک محدث وفقیہ کا اختلاف نہیں ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ

منها قول ابن قدامة يحتمل انه يكون المراد مقدار ما بين عير وثور لا انهما بعينهما في المدينة اوسمى النبي صلى الله عليه وسلم الجبلين اللذين بطرفي المدينة عيرا وثورا ارتجالا وقيل ان عيرا جبل بمكة فيكون المراد اخرم من المدينة مقدار ما بين عير وثور بمكة على حذف المضاف ووصف المصدر المحذوف وقال النووي يحتمل انه يكون ثور كان اسم جبل هناك اما احد واما غيره وقال المحب الطبري في الاحكام قد اخبرني الثقة العالم ابو محمد عبد السلام البصري ان حذاء احد عن يساره جانحا الى ورائه جبل صغير يقال له ثور واخبرني بتكرر سواله عنه طوائف من العرب العارفين بتلك الارض وما فيها من الجبال فكل اخبر ان ذلك الجبل اسمه ثور وتواردوا على ذلك قال فعلمنا ان ذكر ثور في الحديث صحيح وان عدم علم اكابر العلماء به لعدم شهرته وعدم بحثهم عنه قال وهذه فائدة جليلة انتهى۔ قوله فمن احدث حدثا او آوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه عدل ولا صرف بفتح اولهما واختلف في تفسيرهما فعند الجمهور الصرف الفريضة والعدل النافلة وعن الثوري والحسن البصري بالعكس وعن الاصمعي الصرف التوبة والعدل الفدية وقيل العرف الدية والعدل الزيادة عليها وقيل بالعكس وحكى صاحب المحكم الصرف الوزن والعدل الكيل وقيل الصرف القيمة والعدل الاستقامة وقيل الصرف الدية والعدل البدل وقيل الصرف الشفاعة والعدل الفدية لانها تعادل الدية وبهذا الاخير جزم البيضاوي وقيل الصرف الرشوة والعدل الكفيل قال عياض معناه لا يقبل قبول رضى وان قبل قبول جزاء وقيل يكون القبول بمعنى تكفير الذنب بهما وقد يكون معنى الفدية انه لا يجد يوم القيمة فدى يفتدي به بخلاف غيره من المذنبين بان يفديه من النار يهودي او نصراني كما رواه مسلم من حديث ابي موسى الاشعري۔

باب زيارة القبور

قوله عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من احد يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام ظاهره يدل على ان روحه صلى الله عليه وسلم ليس في جسده الاطهر بل اذا سلم عليه احد عند القبر وقت حضوره للزيارة رد الله روحه فيه وهو ينافي حياته

٦١٠

صلى الله عليه وسلم مع انهم اتفقوا على حياته صلى الله عليه وسلم بل حياة الانبياء عليهم الصلوة والسلام متفق عليها لا خلاف لاحد فيه قال الحافظ معناه رد الله علي نطقي فترا، وعليك السلام وقال القاضي اصل معناه ان روحه المقدسة في شان ما في الحضرة الالهية فاذا بلغه سلام احد من الامة رد الله تعالى روحه المطهرة من تلك الحالة الى رد من سلم عليه وكذلك عادته في الدنيا يفيض على الامة من سبحات الوحي الالهي ما افاضه الله تعالى عليه فهو صلوات الله عليه في الدنيا والبرزخ والآخرة في شان امته۔ قال ابن الملك رد الروح كناية عن اعلام الله تعالى اياه بان فلانا صلى عليه۔
قوله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجعلوا بيوتكم قبورا اي كالقبور الخالية عن ذكر

أَنْوَارُ الْمَحْمُوْد
عَلٰى
سُنَنِ اَبِیْ دَاوٗد

يحتوي على تقريرات رائعة
لشيخ الهند مولانا محمود حسن وشيخ الحديث محمد أنور شاه الكشميري
والمحدث الكبير خليل أحمد السهارنفوري وشيخ الإسلام شبير أحمد العثماني
رحمهم الله

جمعه وألفه
العلامة الشيخ محمد صديق النجيب آبادي
رئيس الجامعة الصديقية بدهلي

الجزء الأول

من منشورات
إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
٤٣٧- دی ٥ گارڈن ایسٹ ٥ کراتشی ٥ پاکستان

علیہم السلام کی میراث ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتی: "نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقة" انبیاء علیہم السلام کا تمام ترکہ صدقہ ہوتا ہے، یہ باتیں شہید کے لیے شریعت نے مشروع نہیں کیں، تو اگرچہ شریعت نے اس کا کوئی خاص راز نہیں بیان کیا، مگر علماء محققین یہی کہتے ہیں کہ اس کا راز قوت حیات انبیاء علیہم السلام ہے کہ حیات مانع ہے، ان دونوں امر سے اور گو ازواج نبی سے بعد وفات نبی کے نکاح حرام ہونا تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں منقول نہیں ہوا، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ خصوصیت قرآن میں ذکر کی گئی ہے، مگر علماء میراث پر قیاس کر کے اس حکم کو بھی عام جملہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے لیے سمجھتے ہیں اور میراث کا تقسیم ہونا حدیث سے جملہ انبیاء علیہم السلام کے لیے عام طور پر معلوم ہو چکا ہے، تو اس امتیازات سے حیات برزخیہ انبیاء علیہم السلام کا شہداء اور عام مؤمنین سے اقویٰ ہونا ثابت [illegible] حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

اور خاص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو مخالفین بھی حیات کے معتقد ہیں، ان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اقرار ہے، چنانچہ ایک واقعہ سے ان کا اقرار معلوم ہو جائے گا، تاریخ مدینہ میں یہ واقعہ لکھا ہے اور میں نے خود اس تاریخ میں دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند صدی بعد (یاد نہیں رہا کہ کس بادشاہ کے وقت میں) دو شخص مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے نکالنے کے لیے آئے تھے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا اور دن بھر نماز و تسبیح میں مشغول رہتے تھے، لوگ ان کے معتقد بھی ہو گئے تھے، وہ کم بخت رات کے وقت اس مکان سے قبر شریف کی طرف سرنگ کھودتے تھے اور جس قدر سرنگ کھود لیتے راتوں رات مٹی مدینہ سے باہر پھینک آتے تھے اور جگہ برابر کر دیتے تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے، کئی ہفتہ تک وہ لوگ سرنگ کھودنے میں مشغول رہے، جب ادھر ان لوگوں نے یہ کام شروع کیا، حق تعالیٰ نے اس زمانہ کے سلطان کو (نام یاد نہیں رہا) بذریعہ خواب متنبہ کر دیا۔

(اس سلطان کا نام نورالدین زنگی رحمہ اللہ تھا۔ یہ واقعہ علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے وفاء الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقل کیا ہے۔ محمد عرفان الحسن خالد)

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جامع اور دلچسپ جوابات علماء و عوام کے لیے یکساں مفید

اشرف الجواب

افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ



مکتبہ عمر فاروق

میں تکلف اور ظاہری وجہ میں کوئی شان وشوکت نہ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے باوجود یکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے قادر اور انتہاء درجہ کے متین تھے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت بے تکلف تھے۔ (اصلاح الیتامیٰ صفحہ:۱۲)

پچھترواں اعتراض...... حضرات انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کی

حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث میں بھی نص ہے: ''ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق ''(اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق پہنچتا ہے، مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ ہے کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے، پھر اس میں نبی کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں، ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے جس کے ذریعے سے تعلیم قبر کی ہر مسلمان کو حس ہوگی، دوسری حیات شہداء کی ہوگی، تمام مومنین کی حیات برزخیہ سے اقوئ ہوگی، عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے، اگرچہ اس حیات ناسوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو، پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات دنیویہ سے کمزور ہوگی اور حیات شہید کے اقوئ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھاسکتی ہے اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جامع اور
دلچسپ جوابات علماء و عوام کے لیے یکساں مفید

اشرف الجواب

افادات
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ



مکتبہ عمر فاروق
شاہ فیصل کالونی ۵ کراچی